11

رخصتیں شریعت کو کمزور کرنے کے لیے نہیں بلکہ اِس لیے دی گئی ہیں کہ مومن بِلا وجہ تکلیف میں نہ پڑیں

(فرمودہ 26 مارچ 1948ء بمقام رتن باغ لاہور)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھے زکام نزلہ اور سوزشِ حلق کی تکلیف ہے۔ اِس وجہ سے مجھے طبی طور پر اونچی آواز سے بولنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اِس کے علاوہ آج صبح سے مجھے درد نِقرس کی بھی تکلیف ہے۔ گزشتہ ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں اب تیسری دفعہ مجھ پر درد نِقرس کا حملہ ہوا ہے جس کی وجہ سے مَیں زیادہ دیر تک کھڑا نہیں ہوسکتا۔ لیکن چونکہ آج ہماری شورٰی کا اجلاس ہے اور چونکہ بہت سے دوست باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور اُن کی خواہش تھی کہ مجھ سے ملیں۔ اِس لیے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ آج چند الفاظ کہہ کر مَیں جمعہ کا خطبہ ختم کردوں اور خود ہی جمعہ کی نماز پڑھانے کی کوشش کروں۔ مَیں آج کسی اَور خطبہ کی بجائے صرف اِس امر کو جماعت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں نے گزشتہ ایام میں اِس بات پر غور کیا ہے کہ ہماری جماعت رخصتوں سے ضرورت سے زیادہ فائدہ اٹھانے لگ گئی ہے۔ شریعت نے رخصتیں اِس لیے نہیں دیں کہ ان سے شریعت کو کمزور کیا جائے بلکہ اُس نے

رُخصتیں اِس لیے دی ہیں کہ مومن بلاوجہ تکلیف میں نہ پڑیں۔ لیکن ہماری جماعت میں اِس مسئلہ پر زور دینے کی وجہ سے رُخصتوں کا استعمال اتنا بڑھ گیا ہے کہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ دین میں آہستہ آہستہ اباحت نہ پیدا ہو جائے۔ اِس لیے مَیں نے سرِ دست نماز کے متعلق اِس بات پر زور دینا شروع کیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے نماز وقت پر اور الگ الگ پڑھی جائے۔ حضر میں تو لازمی ہی ہے۔ سفر میں بھی اگر کوئی خاص روک نہ ہو تو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی جائے۔ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ خواہ فرائض سے آگے پیچھے ادا کی جانے والی رکعات کا نام سنتیں نہ رکھو نوافل رکھ لو۔ بہرحال اِس طرح کئی دفعہ خدا تعالیٰ کو یاد کرنے اور اُس کی عبادت کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ جس طرح سفر میں بعض دفعہ انسان کو کھانا دیر سے کھانا پڑتا ہے۔ اگر کوئی مشکل ہو تو وہ نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ اور نمازوں کا جو مقررہ وقت ہے اُس کے اندر رہتے ہوئے وہ نمازوں کو آگے پیچھے بھی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہوتا کہ اگر کھانا کسی کو مل رہا ہو تو وہ اِس لیے نہ کھائے کہ چونکہ مجھے سفر درپیش ہے اور سفر میں عام طور پر کھانا وقت پر نہیں ملتا اِس لیے مَیں یہ کھانا بھی نہیں کھاتا۔ یا چونکہ مَیں سفر میں ہوں اور سفر میں بعض دفعہ ناشتہ کا انتظام نہیں ہوتا اِس لیے مَیں ناشتہ نہیں کرتا۔ کوئی مسافر یہ نہیں کہا کرتا کہ چونکہ مجھے بعض دفعہ سفر میں صبح کا کھانا نہیں ملتا اِس لیے صبح کا کھانا ملنے پر بھی مَیں نہیں کھاؤں گا۔ یا چونکہ شام کا کھانا بعض دفعہ سفر میں نہیں ملتا اِس لیے شام کا کھانا ملنے کے باوجود مَیں نہیں کھاؤں گا۔ اگر کھانا نہیں ملتا تو وہ نہیں کھاتا اور اگر مل جاتا ہے تو وہ کھا لیتا ہے۔ اِسی طرح نماز کے متعلق بھی اِس سفری تقاضا کے مطابق عمل ہونا چاہیے۔ اگر سفر میں علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے مثلاً فرض کرو گاڑی کے کمرہ میں الگ الگ نمازیں پڑھنے کی گنجائش ہے یا کوئی اسٹیشن ہے جہاں پانچ سات منٹ گاڑی نے ٹھہرنا ہے اور انسان الگ الگ نماز پڑھ سکتا ہے تو اُسے ضرور الگ الگ نماز پڑھنی چاہیے۔

اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ شریعت کی طرف سے نمازیں جمع کرنے کی رخصت ہے مگر یہ رخصت ہماری کمزوریوں اور مشکلات کو دیکھ کر ہے۔ جہاں بعض لوگوں کی یہ غلطی ہے کہ وہ باوجود مشکلات کے رُخصتوں پر عمل نہیں کرتے جیسے غیر احمدی کہتے ہیں کہ آجکل کا سفر آرام دِہ

ہے اِس لیے آجکل کے سفر میں رُخصتوں سے فائدہ نہیں اُٹھانا چاہیے حالانکہ آجکل کا سفر بعض دفعہ اِتنا تکلیف دِہ ہوتا ہے کہ پرانے سفر بھی اتنے تکلیف دِہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ پس جہاں یہ غلطی ہے کہ آجکل کے سفروں کو آرام دہ قرار دیتے ہوئے رخصتوں کو بالکل نظرانداز کر دیا جائے وہاں یہ بھی غلطی ہے کہ ان رخصتوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے اور شریعت کے احکام کے وہ حصے جن کے متعلق کوئی حکم نہیں بلکہ صرف رُخصتیں ہیں اُن میں باوجود موقع ملنے کے صرف رخصت کی طرف اپنی طبیعتوں کا میلان رکھا جائے۔ مثلاً نماز قصر کرنے کا حکم قرآن کریم سے ثابت ہے یہ رخصت نہیں بلکہ حکم ہے۔1 اِس لیے خواہ ہمیں کوئی شخص تختِ سلیمان پر بٹھا کر لے جائے جب ہم سفر پر ہوں گے نماز کا قصر کرنا ہمارے لیے واجب ہوگا۔ جس طرح حضر میں چار رکعتیں فرض ہیں اِسی طرح سفر میں دو رکعتیں پڑھنا فرض ہے۔ جس طرح حضر میں چار کی بجائے دو رکعتیں پڑھنی ناجائز ہیں اِسی طرح سفر میں دو کی بجائے چار رکعتیں پڑھنی ناجائز ہیں۔ لیکن نمازوں کو جمع کرنا یہ اجازت اور رخصت ہے۔ اِس کے متعلق ہمیں کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے نمازیں جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اِس کے خلاف عمل کرنا ناجائز سمجھتے ہوں۔ بلکہ اَور تو اَور غزوہ احزاب میں آپ نے ظہر کی نماز الگ پڑھی اور عصر کی نماز الگ پڑھی۔

پس مَیں جماعت کو اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اب ہمارے لیے چستی کا زمانہ آچکا ہے جس میں رُخصتوں پر عمل کم ہوتا ہے۔ اب ہمارے لیے قربانی کا زمانہ آگیا ہے جس میں رخصتوں پر عمل کم ہوتا ہے۔ اِس لیے زیادہ سے زیادہ زور اِس بات پر دو کہ شریعت کے احکام اُن شرائط کے مطابق ادا کرو جو شرائط خدا اور اُس کے رسول نے مقرر فرمائے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں اجتماعی کاموں اور جلسوں کے لیے اگر نماز جمع کر لی جائے تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہوتا مگر آج میں نمازیں جمع نہیں کراؤں گا۔ اِس لیے کہ ہماری شوریٰ کا پہلا اجلاس صرف اِس قدر ہوگا کہ کمیٹیاں بنا کر ہم کہہ دیں گے کہ وہ اپنا کام کل پیش کریں اور چونکہ عصر کی نماز کا وقت اجلاس کے بعد ہمیں مل جائے گا اِس لیے مَیں صرف جمعہ کی نماز پڑھاؤں گا۔ عصر کی نماز علیحدہ وقت پر اِنْشَاءَ اللّٰہُ پڑھاؤں گا۔ اگر خطبہ دینے کی وجہ سے تکلیف نہ بڑھی تو خود پڑھا دوں

گا ورنہ جو امام مقرر ہوگا وہ پڑھا دے گا''۔

(الفضل 21 /اپریل 1948ء)

1: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا (النساء:102)